

اہل سنت کی پہچان

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیرسائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

0303-4367413 -- 0301-6002250

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

- ۱۔ دلائل کی عدالت میں ۳
- ۲۔ تمام دلائل پر بیک وقت نظر رکھنا ضروری ہے ۴
- ۱۔ ہم پر کس کس کی پیروی لازم ہے۔ ۴
- ۲۔ بدعت سے کیا مراد ہے؟ ۵
- ۳۔ جنت کے سردار کون کون ہیں؟ ۷
- ۴۔ میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔ ۹
- ۵۔ ایمان کی نشانی اور منافقت کی نشانی۔ ۹
- ۶۔ پیاروں کا ایک جیسا دفاع۔ ۱۳
- ۷۔ اہل سنت کی علامت اور پہچان۔ ۲۰
- ۸۔ اہل بیت میں کون کون شامل ہیں؟ ۲۱
- ۹۔ اہل قرابت کون کون ہیں اور المودۃ فی القرابی سے ۲۱
- کیا مراد ہے؟ ۲۳
- ۱۰۔ آل سے کیا مراد ہے؟ ۲۸
- ۱۱۔ بارہ خلفاء کے بارے میں مکمل صورت حال۔ ۲۹

☆.....☆.....☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ

دلائل کی عدالت میں

انصاف کا قانون یہ ہے کہ جھگڑے کا فیصلہ کرتے وقت دونوں فریقوں کو سامنے بٹھا کر بات سنی جائے۔ صرف ایک فریق تو خدا جانے کیا بتائے گا اور کیا چھپائے گا۔ دنیا کی عدالت میں کوئی بھی شخص اپنی گفتگو کے فن سے، یا وکیل اپنی ہوشیاری سے کام لیکر اپنے حق میں فیصلہ کروا کر سکتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن اس قسم کی چالاکیاں کام نہیں دیں گی بلکہ وہاں نامہ اعمال بولے گا، ہاتھ اور پاؤں بولیں گے، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا جائے گا۔

آج مسلمانوں کے عقائد کو خراب کرنے میں سب سے زیادہ کردار ان چھپے ہوئے سازشیوں کا ہے جنہوں نے صرف اپنی من پسند کی باتیں لوگوں کے سامنے بیان کی ہیں اور اپنے اندرونی عقائد پر ضرب لگانے والے دلائل کو چھپا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: **أَفْتَوْا مَنْوُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ** یعنی کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان رکھتے ہو اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو (البقرہ: ۸۵)۔ ایمان والوں سے فرمایا: **أَدْخُلُوا فِي السَّلْمِ كَمَا فَعَلْتُمْ** یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ (البقرہ: ۲۰۸)۔

ہم نے اس مختصر سے رسالہ میں اپنے آقا ﷺ کی ایک حدیث شریف بیان کرنے والوں کے سامنے اسی آقا ﷺ کی دوسری حدیث بھی رکھ دی ہے تاکہ ساری احادیث کو مان لینے کے بعد دیانت داری سے صحیح صورت حال کو سمجھا جاسکے۔ اے عزیز! حدیث پر ناراض ہونا اور حدیث پیش کرنے والوں کو قصور وار سمجھنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔

☆.....☆.....☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام دلائل پر بیک وقت نظر رکھنا ضروری ہے

(1)۔ ہم پر کس کس کی پیروی لازم ہے:

ایک طبقہ اس حدیث پر زور دیتا ہے کہ: تَرَكَتُ فِيكُمْ الْأَمْرَيْنِ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ یعنی تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت (موطا امام مالک: کتاب القدر، باب النهی عن القول بالقدر: ۳)۔

دوسرا طبقہ اس حدیث پر زور دیتا ہے کہ: تَرَكَتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ كِتَابِ اللّٰهِ..... وَأَهْلَ بَيْتِي یعنی تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت (مسلم حدیث: ۶۲۲۵)۔

جبکہ اہل سنت مندرجہ ذیل تمام احادیث پر بیک وقت نظر رکھتے ہیں:

(۱)۔ تَرَكَتُ فِيكُمْ الْأَمْرَيْنِ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ یعنی تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت (موطا امام مالک: کتاب القدر، باب النهی عن القول بالقدر: ۳)۔

(۲)۔ تَرَكَتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ كِتَابِ اللّٰهِ..... وَأَهْلَ بَيْتِي یعنی تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت (مسلم حدیث: ۶۲۲۵)۔

(۳)۔ اِقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ یعنی میرے بعد آنے والے دو خلیفوں کی پیروی کرنا، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) (ترمذی حدیث: ۳۶۶۲، ۳۸۰۵، ابن ماجہ حدیث: ۹۷)۔

(۴) - فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ سُنَّتَهُمْ مِنْ بَعْدِي (ابوداؤد حدیث: ۴۶۷۶، ابن ماجہ حدیث: ۴۲)۔
کہ میری سنت پر چلو اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت پر چلو (ابوداؤد حدیث:

(۵) - أَصْحَابِي كَالنَّجْوَمِ فَبِأَيِّهِمْ أَقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ سُنَّتَهُمْ مِنْ بَعْدِي (ابوداؤد حدیث: ۶۰۱۸)۔
(۶) - عَلَيْكُمْ بِالسُّوَادِ الْأَعْظَمِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ سُنَّتَهُمْ مِنْ بَعْدِي (ابن ماجہ حدیث: ۳۹۵۰)۔

اہل سنت ان سب باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور مکمل صورت حال کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتے ہیں جس سے تفرقہ بازی ختم ہو جاتی ہے۔

(2)۔ بدعت سے کیا مراد ہے؟

کچھ لوگ صرف اس ایک حدیث کو پکڑ کر فتوے لگائے جا رہے ہیں: فَسَانِ خَيْرِ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ سُنَّتَهُمْ مِنْ بَعْدِي (مسلم حدیث: ۲۰۰۵، نسائی حدیث: ۱۵۷۸، ابن ماجہ حدیث: ۴۵)۔

حالانکہ محبوب کریم ﷺ کے ارشادات اس حدیث کے علاوہ بھی موجود ہیں، جن کی روشنی میں صورت حال بالکل واضح ہو رہی ہے۔ فرمایا: مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ سُنَّتَهُمْ مِنْ بَعْدِي (بخاری حدیث:

۲۶۹۷، مسلم حدیث: ۴۳۹۲، ابوداؤد حدیث: ۴۶۰۶، ابن ماجہ حدیث: (۱۴)۔

واضح ہو گیا کہ بری بدعت وہ نئی چیز ہوتی ہے جو اسلامی اصولوں سے متصادم ہو۔
 نیز فرمایا: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً ، فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ
 عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ ، وَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ
 سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا ، وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ
 أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور
 ان لوگوں کا اجر بھی ملے گا جنہوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا، اور ان عمل کرنے والے
 کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس کا گناہ اس
 کے ذمے ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ بھی اسے ملے گا جنہوں نے اسکے بعد اس پر عمل کیا اور
 ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی (مسلم حدیث: ۲۳۵۱، نسائی حدیث:
 ۲۵۵۴، ابن ماجہ حدیث: ۲۰۳)۔

اس حدیث میں سنۃ حسنہ اور سنۃ سیئہ کی تقسیم موجود ہے جو بے لگام فتویٰ
 بازی میں مانع ہے۔ اسی لیے اہل سنت کے نزدیک بدعت کی دو قسمیں ہیں، اچھی بدعت
 اور بری بدعت۔ جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب صحابہ کرام کو ایک قاری کی امامت میں
 نماز تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ یعنی یہ اچھی بدعت ہے
 (بخاری حدیث: ۲۰۱۰، موطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ فی رمضان ، باب ماجاء
 فی قیام رمضان حدیث: ۳)۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا
 فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ یعنی جسے مومنین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے۔ اس
 حدیث کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں مرفوعاً روایت فرمایا ہے (موطا امام محمد صفحہ

۱۴۴، مسند ابوداؤد الطیالسی حدیث: ۲۴۳۳، ابو نعیم ۱/۳۷۵، المعجم الاوسط حدیث: ۳۶۰۲، مسند احمد حدیث: (۳۵۹۹)۔

عَنْ سَلْمَانَ ۞ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ۞ عَنِ السَّمَنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَآءِ، قَالَ، الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ لِعَنِي حَضْرَتِ سَلْمَانَ ۞ فَرَمَاتے ہیں کہ رسول اللہ ۞ سے کھی، پیر اور نیل گائے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہو اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہو اور جس چیز کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے وہ ان چیزوں میں سے ہے جن کی اللہ نے معافی دی ہے (ترمذی حدیث: ۱۷۲۶، ابن ماجہ حدیث: ۳۳۶۷)۔

اس جیسی کئی احادیث بخاری مسلم وغیرہ میں موجود ہیں اور خود قرآن شریف اس قاعدے کی تائید فرماتا ہے کہ جب تک کسی کام سے شریعت نے منع نہ کیا ہو، وہ جائز ہوتا ہے۔ دوسری طرف واقعی بے شمار بدعات ایسی ہیں جو بدعتِ سیئہ ہیں اور مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ کا صحیح مصداق ہیں۔ مثلاً: مزارات کو سجدہ کرنا، بھنگ پینا، لٹ رکھنا، لوہے کے کڑے پہننا، کئی کئی انگوٹھیاں پہننا وغیرہ۔

آپ نے دیکھ لیا کہ ایک طرف اہل سنت پر بدعت کا بے جا فتویٰ لگانے والا طبقہ موجود ہے اور دوسری طرف صحیح سچ کا اصل بدعتی طبقہ موجود ہے جبکہ اہلسنت راہ اعتدال پر ہیں۔

(3)۔ جنت کے سردار کون کون ہیں؟

حدیث شریف میں ہے کہ: الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں (مسند احمد حدیث: ۱۱۰۰۵، ترمذی حدیث:)

۳۷۶۸، ابن ماجہ حدیث: (۱۱۸)۔

مگر دوسری حدیث میں ہے کہ: أَبُو بَكْرٍ وَ عَمْرُ سَيِّدَا كَهْوَلِ أَهْلِ
الْجَنَّةِ یعنی ابو بکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (مسند احمد حدیث: ۶۰۴، ترمذی
حدیث: ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ابن ماجہ حدیث: ۹۵، ۱۰۰، ابن ابی شیبہ جلد ۷
صفحہ ۴۷۳، مسند ابی یعلیٰ حدیث: ۵۳۳، صحیح ابن حبان حدیث: ۶۹۰۴، المعجم الاوسط
للطبرانی حدیث: ۱۳۴۸)۔ اس حدیث کو سیدنا علی، ابو جحیفہ، انس بن مالک، جابر اور
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ﷺ کے بارے میں نبی کریم ﷺ
نے فرمایا: إِنَّهُ سَيِّدُ فَتْيَانِ أَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی یہ جنتی نوجوانوں کا سردار ہے (مستدرک
حاکم حدیث: ۵۱۹۱)۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ ﷺ کے بارے میں فرمایا: أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ
ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یعنی حمزہ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں سے افضل ہیں (مستدرک
حاکم حدیث: ۴۹۳۹)۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ،
وَرَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمْرَةً وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ یعنی شہیدوں کا سردار حمزہ بن عبد
المطلب ہے اور وہ شخص جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہو گیا، اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی
سے روکا اور اس نے اسے قتل کر دیا (مستدرک حاکم حدیث: ۴۹۴۷)۔

اے عزیز! اپنے آقا کریم ﷺ کی تمام احادیث کو قبول کر کے تفرقہ بازی ختم
کردے اور حدیث بیان کرنے والوں کو قصور وار مت ٹھہرا۔

(4)۔ میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ: حُسَيْنٌ مِّنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ (ترمذی حدیث:

۳۷۷۵، ابن ماجہ حدیث: ۱۳۴۰)۔

مگر دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ: عَلِيٌّ مِّنِّي وَأَنَا مِنْهُ (ترمذی

حدیث: ۳۷۱۹، ابن ماجہ حدیث: ۱۱۹)۔

تیسری حدیث میں ہے کہ: أَلْعَبَّاسُ مِّنِّي وَأَنَا مِنْهُ (ترمذی حدیث

: ۳۷۵۹) اور چوتھی حدیث میں ہے کہ: الْأَشْعَرِيُّونَ هُمْ مِّنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ اشعری قبیلہ

مجھ سے ہے اور میں ان میں سے ہوں (بخاری حدیث: ۲۴۸۶، مسلم حدیث: ۶۴۰۸)۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی لغش

مبارک کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ یعنی

جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے ہوں، جلیبیب مجھ سے ہے اور میں جلیبیب سے

ہوں (مسلم حدیث: ۶۳۵۸)۔

اے عزیز! احادیث چھپا کر تفرقہ مت ڈال، اور ان صحابہ کا حق مت چھین!

ساری حدیثیں بیان کرنے والوں سے بدگمانی مت کر بلکہ اس پر اللہ کا شکر ادا کر۔

(5)۔ ایمان کی نشانی اور منافقت کی نشانی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ یعنی منافق

علی سے محبت نہیں کریگا اور مومن اس سے بغض نہیں رکھے گا (ترمذی حدیث: ۳۷۱۷)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ ، إِنَّهُ

لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ ، أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ یعنی قسم

ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور قطرے کو جدا کیا، میرے ساتھ نبی ﷺ کا وعدہ ہے کہ مجھ سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے سوا کوئی بغض نہیں رکھے گا (مسلم حدیث: ۲۲۰، ترمذی حدیث: ۳۷۳۶، نسائی حدیث: ۵۰۱۸)۔

لیکن دوسری طرف یہ احادیث بھی یاد رکھیے، حبیبِ کریم ﷺ نے فرمایا: آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْإِنصَارِ وَآيَةُ الْبَغْضِ الْبُغْضُ الْإِنصَارِ یعنی انصارِ مدینہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار کا بغض منافقت کی علامت ہے (بخاری حدیث: ۱۷، ۳۷۸۲، مسلم حدیث: ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، نسائی حدیث: ۵۰۱۹)۔

بخاری شریف کے جس باب میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس کا نام ہے: بَابُ: عَلَامَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْإِنصَارِ اور دوسری جگہ جس باب میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس کا نام ہے: بَابُ: حُبُّ الْإِنصَارِ مِنَ الْإِيْمَانِ۔ مسلم شریف کے جس باب میں یہ احادیث بیان ہوئی ہیں اس کا نام ہے: بَابُ: الدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ حُبَّ الْإِنصَارِ وَعَلِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْإِيْمَانِ وَعَلَامَاتِهِ، وَبُغْضُهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ الْبَغْضِ۔ اس باب میں پہلی پانچ احادیث انصار کی محبت اور بغض کے بارے میں ہیں جبکہ ایک آخری حدیث سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کی محبت اور بغض کے بارے میں ہے۔

ایک حدیث میں سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی محبت کا ذکر اس طرح ہے: حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِيْمَانٌ وَبُغْضُهُمَا كُفْرٌ یعنی ابو بکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان دونوں کا بغض کفر ہے (فضائل الصحابة امام احمد بن حنبل حدیث: ۲۸۷، الکامل لابن ابی جلد ۳ صفحہ ۷۳، الجامع الصغیر حدیث: ۳۶۶۵)۔ حسن لغیرہ

محبوبِ کریم ﷺ نے اپنے چار یاروں کے بارے میں فرمایا: لَا يَجْمَعُ حُبُّ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا قَلْبٌ مُؤْمِنٌ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ یعنی ان چار کی

محبت ایمان والادل ہی اپنے اندر جمع کرے گا ابو بکر عمر عثمان اور علی (فضائل الصحابة امام احمد بن حنبل حدیث: ۶۷۵)۔

ایک اور صحیح حدیث مکمل سند کے ساتھ ملاحظہ کیجیے:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ أَبِي بَكْرٍ
وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ كَمَا فَرَضَ عَلَيْكُمْ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالْحَجَّ وَالزَّكَاةَ
فَمَنْ أَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَلَا صَلَاةَ وَلَا حَجَّ وَلَا زَكَاةَ وَيُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مِنْ قَبْرِهِ إِلَى النَّارِ يَعْنِي بَشَكَ اللَّهُ نِيَّةً تَمُّ لَوْ كُنَّا بِرَأْسِ بَكْرٍ، عُمَرَ، عُثْمَانَ أَوْ عَلِيٍّ كِي مَحَبَّةِ فَرَضَ كِي
هے جیسا کہ اس نے تم پر نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ فرض کیے ہیں۔ تو جس نے ان میں سے
کسی ایک کیساتھ بھی بغض رکھا اسکی کوئی نماز نہیں، کوئی حج نہیں، کوئی زکوٰۃ نہیں اور قیامت
کے دن اپنی قبر سے سیدھا جہنم کی طرف اٹھایا جائے گا (طبقات حنابلہ جلد ۱ صفحہ ۸۲)۔

تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حدیث پڑھیے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، اللَّهُ أَلَّهُ فِي
أَصْحَابِي ، اللَّهُ أَلَّهُ فِي أَصْحَابِي ، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ
أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ
آذَانِي ، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ
يعني حضرت عبداللہ ابن معقل ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ
کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔
میرے بعد انہیں اپنی تنقید کا نشانہ مت بنانا جس نے ان سے محبت رکھی تو میرے ساتھ
محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ

بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی اللہ اُس پر ضرور گرفت کرے گا (ترمذی حدیث: ۳۸۶۲)۔

ایک حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ: مَنْ أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي یعنی جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (المعجم الاوسط حدیث: ۶۷۲۶، مجمع الزوائد حدیث: ۱۴۳۳۹)۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وَ اِيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَعْلَمْتُ كَلْبًا يُحِبُّ عُمَرَ لَا حُبِّيْتُهُ یعنی اللہ کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں کتے کو عمر سے محبت ہے، تو میں اس کتے سے بھی محبت کروں گا (المعجم الكبير للطبرانی حدیث: ۸۷۲۵، مجمع الزوائد حدیث: ۱۴۳۶۹)۔

ایک شخص مر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَابْغَضَهُ اللّٰهُ یعنی یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، اللہ نے اس سے بغض رکھا (ترمذی حدیث: ۳۷۰۹ باب: اِمْتِنَاعُهُ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الصَّلَاةِ عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ)۔

فرمائیے! یہ ساری احادیث لکھ کر ہم نے اپنے بھائیوں کو منافقت سے بچایا کہ نہیں؟

منافقین کی چار قسمیں ہیں۔ سب سے بڑے منافق وہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتے تھے۔ عبداللہ بن اُبی اس قسم کا منافق تھا، اور انہی منافقوں کے بارے میں سورۃ منافقون اور سورۃ بقرۃ کی آیات نازل ہوئی تھیں۔ دوسری قسم کے منافق وہ تھے جو

صحابہ کرام اور خصوصاً سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے تھے۔ تیسری قسم کے منافق وہ تھے جو سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے تھے۔ چوتھی قسم کے منافق وہ ہیں جن میں یہ چار نشانیاں پائی جائیں: جب امانت دیے جائیں تو خیانت کریں، جب بولیں تو جھوٹ بولیں، جب وعدہ کریں تو خلاف ورزی کریں اور جب جھگڑا کریں تو گالیاں دیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس میں یہ چاروں نشانیاں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا إِذَا أُتْمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (بخاری حدیث: ۳۳، مسلم حدیث: ۲۱۰)۔

ہر صاحب ایمان پر لازم ہے کہ منافقین کی ان تمام قسموں پر بیک وقت نظر رکھے اور ان سب سے سخت اجتناب کرے۔ اور یہ ساری تفصیل بیان کرنے والے سے ناراض نہ ہوں، بدگمانی سے کام نہ لیں بلکہ اللہ کا شکر کریں جس نے ہر قسم کی منافقت سے بچنے کی توفیق بخشی۔

(6)۔ پیاروں کا ایک جیسا دفاع

نبی کریم ﷺ کے جس بھی پیارے کی مخالفت ہوئی آپ ﷺ نے اس کے دفاع میں خطاب فرمایا۔ مثلاً: آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب ﷺ کی مخالفت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ جلال میں آگئے حتیٰ کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي
 بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانَ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا
 النَّاسُ مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنُّ أَبِيهِ (ترمذی حدیث:
 ۳۷۵۸)۔ أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَيَّ اللَّهُ قَالُوا أَنْتَ قَالَ فَإِنَّ
 الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ فَلَا تَسُبُّوا مَوْتَانَا فَنُؤِذُوا أَحْيَاءَنَا فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوا يَا
 رَسُولَ اللَّهِ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِكَ (مسند احمد حدیث: ۲۷۳۳)۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایمان کسی آدمی کے دل
 میں داخل نہیں ہوتا جب تک وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت نہ کرے۔ پھر
 فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ بے شک آدمی
 کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔

اے لوگو! اہل زمین میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ اکرام والا کون ہے؟ سب
 نے کہا: آپ۔ فرمایا: تو پھر عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔ ہمارے فوت
 شدگان کو گالیاں دے کر زندوں کو اذیت مت پہنچاؤ۔ آپ ﷺ کے پاس سب حاضر ہو گئے
 اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اسی طرح جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہوئی تو آپ ﷺ نے خطاب فرمایا:
 عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْيَمَنِ فَرَأْتُ مِنْهُ جَفْوَةً فَلَمَّا
 قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَنَقَضْتُهُ، فَجَعَلَ وَجْهَ رَسُولِ
 اللَّهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ: أَلَسْتُ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قُلْتُ بَلَىٰ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (المصنف لابن أبي شيبة: ۵۰۶/۷)۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا،

المومنین کے دفاع میں قرآن شریف کی ۱۸ آیات نازل ہوئیں اور نبی کریم ﷺ نے بھی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَعَدَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلُولٍ
قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعِدُّرُنِي
مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا
خَيْرًا (بخاری حدیث: ۲۶۳۷، مسلم حدیث: ۷۰۲۰)۔

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول
منافق کے مقابلے پر اپنے لیے حمایت طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر
فرمایا: اے گروہ مسلمین! ایک ایسا شخص جس کی میرے گھر والوں کے متعلق شراغیزی کی خبر
مجھے پہنچی ہے اس کے مقابلہ پر کون میری حمایت کرے گا؟ اللہ کی قسم! مجھے اچھی طرح علم
ہے کہ میرے گھر والی نیک ترین خاتون ہے۔

اسی طرح جب سیدنا علی المرتضیٰ ؑ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ فرمایا:
إِنِّي لَسْتُ أَحْرَمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنَّ وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا (بخاری حدیث: ۳۱۱۰، ۳۷۱۴، ۳۷۲۹،
۳۷۶۷، ۵۲۳۰، ۵۲۷۸، مسلم حدیث: ۴۷۳۸، ۴۷۳۹، ابو داؤد حدیث: ۲۰۶۹،
۲۰۷۰، ابن ماجہ حدیث: ۱۹۹۹)۔

ترجمہ: میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم!
رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک محل میں جمع نہیں ہوں گی۔

اسی طرح جب سیدنا صدیق اکبر ؑ کی مخالفت ہوئی تو نبی کریم ﷺ منبر پر
تشریف فرما ہو گئے، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ أَمِنٌ عَلَيَّ فِي ذَاتِ يَدِهِ وَنَفْسِهِ مِنْ
 أَبِي بَكْرٍ كُلُّكُمْ قَالَ لِي كَذَبْتَ وَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ فَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا
 خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا ثُمَّ انْتَفَتَّ إِلَى حَسَّانٍ فَقَالَ هَاتِ مَا قُلْتِ فِيَّ
 وَفِي أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ حَسَّانٌ فَقُلْتِ يَا رَسُولَ اللَّهِ:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجَوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ فَادُّكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
 وَالثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهُدُهُ وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَقَ الرُّسُلَا
 وَثَانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا
 وَكَانَ حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلَا
 خَيْرُ الْبُرْيَةِ اتَّقَاهَا وَأَعْدَلُهَا إِلَّا النَّبِيَّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

فَقَالَ ﷺ صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ ، دَعُوا لِي صَاحِبِي قَالَهَا ثَلَاثًا

ترجمہ: اے لوگو! تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کے مالی اور جانی احسانات
 مجھ پر ابوبکر سے زیادہ ہوں، تم میں سے سب نے مجھے کہا تھا کہ تم (معاذ اللہ) جھوٹے ہو
 مگر ابوبکر نے کہا تھا کہ آپ سچ فرماتے ہو، اور اگر میں کسی کو اپنا تنہائی کا یار بناتا تو ابوبکر
 کو بناتا، پھر آپ ﷺ حضرت حسان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ذرا ہو جائے جو تم
 نے میرے بارے میں اور ابوبکر کے بارے میں کہا ہے، حضرت حسان نے عرض کیا
 یا رسول اللہ میں نے لکھا ہے:

شعر نمبر (۱)۔ جب تم ارباب وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو
 کچھ اس نے کر کے دکھایا۔

شعر نمبر (۲)۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی

پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔
 شعر نمبر (۳)۔ آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اسکے ارد گرد
 چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔
 شعر نمبر (۴)۔ ابو بکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔
 شعر نمبر (۵)۔ وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابلِ اعتماد تھا اور اپنی ذمہ
 داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: اے حسان تم نے سچ کہا۔ اے لوگو! میرے یار کو
 میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو، میرے یار کو میرے لیے رہنے دو
 (دیوان حسان بن ثابت الانصاری مع شرح برقوقی صفحہ ۲۹۹)۔

سیدنا حسان بن ثابت ؓ کے یہ اشعار ان کتابوں میں بھی موجود ہیں (مصنف
 ابن ابی شیبہ ۸/۴۲۸، مستدرک حاکم حدیث: ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۵۱۸، اسد الغابہ جلد ۳
 صفحہ ۲۳۷، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰)۔

ان دفاعی خطابات کے علاوہ نبی کریم ﷺ کا آخری خطاب بھی ملاحظہ کیجیے، جو
 اللہ کے محبوب آخری نبی ﷺ کا آخری خطاب ہونے کی وجہ سے پوری کائنات کے خطابات
 پر فوقیت اور برتری رکھتا ہے اور اپنے الفاظ کے لحاظ سے بھی سب پر بھاری ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ خَيْرَ
 عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ﷺ فَقُلْتُ
 فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللَّهُ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا

عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ
 أَعْلَمَنَا قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكُ إِنَّ أَمَّنَ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ
 وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِّنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةَ الْإِسْلَامِ
 وَمَوَدَّةُهَا لَا يَتَّقِينَ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ (بخاری حدیث:
 ۳۶۶۲، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم حدیث: ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی حدیث: ۳۶۶۰، مؤطا امام محمد
 صفحہ: ۳۹۴، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل حدیث: ۱۵۴)۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 خطبہ دیا: آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس کے
 درمیان اختیار دیا، اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے، سو ابو بکر ﷺ
 رونے لگے تو میں نے اپنے دل میں کہا: اس بوڑھے کو کیا چیز رلا رہی ہے، اگر اللہ نے ایک
 بندے کو اس دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے
 نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے؟ رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے اور حضرت
 ابو بکر ﷺ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! تم مت رو۔ بے
 شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رفاقت میں مجھ پر احسان (خدمت) کرنے والے تم
 ہو اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کے
 اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور دوستی اپنی جگہ قائم ہے، مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہیں رکھا
 جائے گا اس کو بند کر دیا جائے گا سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

آپ نے دیکھا کہ مذکورہ بالا تمام خطابات کسی پس منظر کے تحت وارد ہوئے ہیں
 اور ان سب کا مرکزی خیال ایک ہی ہے، البتہ الفاظ کے اہتمام کی تخصیص جدا جدا ہے۔

اے عزیز! لوگوں کو صرف اپنی پسند کا خطاب سنا کر باقی خطابات پھپھانے کی کوشش مت کر، اور سارے خطابات منظر پر لے آنے والوں کے بارے میں بدگمانی مت کر، اسی میں تیری آخرت کی فلاح ہے۔

(7)۔ اہل سنت کی علامت اور پہچان

ایک طبقہ ایسا ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت کا منکر اور دوسرا طبقہ ایسا ہے جو سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتا ہے۔ ان دونوں کے برعکس اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ ابو بکر و عمر کو افضل مانو اور عثمان و علی سے محبت کرو۔

مِنْ عَلَامَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَ حُبُّ الْخَتَمَيْنِ یعنی ابو بکر و عمر کو افضل ماننا اور عثمان و علی سے محبت کرنا (رضی اللہ عنہم) (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، التہدیل لابی الفکر السالمی صفحہ ۱۶۵، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، نبراس صفحہ ۳۰۲، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۲۸۸، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱)۔

اسی لیے اہل سنت حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں تاکہ شیخین سے بغض رکھنے والے روافض اور ختمین سے بغض رکھنے والے خوارج کی تردید ہو جائے۔ خارجی لوگ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کو چوتھا خلیفہ برحق نہیں مانتے تھے (ابوداؤد حدیث: ۴۶۳۶)۔ ان ظالموں کا رد کرتے ہوئے امام خلال علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب السنۃ میں یہ عنوان قائم کیا ہے کہ: تَنْبِيْهُ خِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا حَقًّا یعنی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کی خلافت کا ثبوت حق ہے حق ہے (السنۃ للخلال حدیث: ۶۱۰)۔

لہذا حب سیدنا علی ﷺ کا عین تقاضا ہے اور خارجیوں کی عین مخالفت ہے کہ

تَطْهِيراً وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا (الاحزاب: ۳۲، ۳۳، ۳۴)۔

ترجمہ: اے نبی کی (پاک) بیویوں عورتوں میں سے کسی کی مثل نہیں اگر اللہ سے ڈرتی ہو (اور یقیناً ڈرتی ہو) تو پس پردہ مردوں سے بضرورت بات کرنے میں ایسا نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جسکے دل میں بیماری ہے وہ طبع کرنے لگے اور دستور کے مطابق اچھی بات کرنا۔ اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور نہ بے پردہ ہو پرانی جاہلیت کی بے پردگی کی طرح اور نماز پڑھتی اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتی رہو اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے اہل بیت تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے اور یاد کرتی رہو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے۔ بے شک اللہ ہر باریکی جاننے والا اچھی طرح خبردار ہے۔

مذکورہ بالا طویل قرآنی ارشاد کو بار بار پڑھیے اور دیانت داری کے ساتھ فیصلہ فرمائیے کہ قرآن میں اہل بیت کسے کہا گیا ہے؟

اس آیت کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً یعنی یہ آیت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں خصوصاً نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہ تابعی فرماتے ہیں کہ وَمَنْ شَاءَ بِأَهْلُتْهَا اَنْهَا نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ یعنی یہ آیت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جس کا جی چاہے مجھ سے مباہلہ کر لے (در منثور جلد ۵ صفحہ ۳۸)۔

(۲)۔ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافق عبداللہ بن ابی نے الزام لگایا تو حبیب کریم ﷺ نے فرمایا: قَدْ بَلَغَنِيْ اِذَاهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ یعنی اس منافق نے مجھے میرے اہل بیت کے بارے میں اذیت دی ہے (بخاری حدیث: ۹۲۶)۔

(۳)۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ حبیبِ کریم ﷺ نے سیدۃ النساء، حسنین کریمین اور مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہم کو چادر مبارک کے نیچے بٹھا کر فرمایا: اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً (مسلم حدیث: ۶۲۶۱)۔ اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ ازواجِ مطہرات کے بعد یہ چار مقدس ہستیاں بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

(۴)۔ حضرت سیدہ رقیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ انکی بیماری کی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے (بخاری حدیث: ۳۱۳۰، ۳۶۹۸، ترمذی حدیث: ۳۷۰۶)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی شہزادی ام کلثوم کو دھاری دار لٹھی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا (بخاری حدیث: ۵۸۴۲)۔

جب سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ غسل دو (بخاری حدیث: ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۸، ۱۲۶۰، مسلم حدیث: ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ابوداؤد حدیث: ۳۱۳۲، نسائی حدیث: ۱۸۸۱، ۱۸۸۲ تا ۱۸۹۴ مسلسل گیارہ احادیث، ابن ماجہ حدیث: ۱۳۵۷، ۱۳۵۹)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ خَدِيْجَةَ وَ لَدَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةً: عَبْدَ اللّٰهِ، وَالْقَاسِمَ وَ زَيْنَبَ وَ رُقِيَّةَ وَ اُمَّ كَلْثُوْمَ وَ فَاطِمَةَ وَ وَلَدَتْ لَهٗ مَارِيَةَ اِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

ترجمہ: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں سے رسول اللہ ﷺ کے چھ شہزادے شہزادیاں پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ، قاسم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور حضرت ماریہ میں سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (المعجم الاوسط جلد ۱ صفحہ ۳۹۹، المعجم الکبیر جلد ۵ صفحہ ۴۳۵، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۵۲۴۳، ۱۵۲۴۴، رجالہ ثقات، سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۹۰)۔

شیعہ مذہب کی حدیث کی سب سے بلند رتبہ کتاب اصول کافی میں ہے کہ:

وَتَزَوَّجَ الْخَدِيجَةَ وَهُوَ بِضَعِّعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ
مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ وَرُقِيَّةٌ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كَلْثُومٍ وَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ
وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

ترجمہ: آپ ﷺ نے خدیجہ کے ساتھ پچیس سال کی عمر میں نکاح فرمایا تو ان میں سے
بعثت سے پہلے آپ کے بچے قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد
طیب، طاہر اور فاطمہ علیہم السلام پیدا ہوئے (اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۴۳۵)۔

تمام احادیث کو سامنے رکھنے کے بعد واضح ہو گیا کہ اہل بیت اطہار میں تمام
ازواج مطہرات سر فہرست، پھر سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء سمیت چاروں شہزادیاں،
شہزادے حضرت عبداللہ، حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حسین کریمین اور سیدنا علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہم سب شامل ہیں۔

اے عزیز! تمام دلائل پر نظر رکھنے سے اجتماعیت ثابت ہوگئی اور تفرقہ مٹ گیا۔

(9)۔ اہل قرابت کون کون ہیں اور

المودۃ فی القربیٰ سے کیا مراد ہے؟

اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے بعد دوسرے اہل قرابت کا نمبر آتا ہے جن کا
دائرہ بہت وسیع ہے۔ سارے قریش آپ ﷺ کے قرابت دار ہیں، کوئی نہال کی طرف
سے اور کوئی ددیال کی طرف سے۔ بخاری شریف میں قرآنی آیت الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ
کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

کسی شخص نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اَلَا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ
سے کیا مراد ہے؟ پاس حضرت سعید بن جبیر تابعی قدس سرہ موجود تھے، انہوں نے کہا اس

صوفیاء نے اس آیت کا یہی معنی لیا ہے (تفسیر قشیری جلد ۷ صفحہ ۱۸۱، تفسیر تستری جلد ۱ صفحہ ۲۸۹)۔ وَهُوَ رَأَى الصُّوفِيَّةَ (عارضۃ الاحوذی جلد ۶ صفحہ ۳۲۱)۔ سیدنا حسن بصری قدس سرہ کا یہی فرمان ہے (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۰)۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مختلف انبیاء علیہم السلام کے اعلانات مذکور ہیں کہ: وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر صرف اللہ کے سپرد ہے (الشعراء: ۱۰۹ وغیرہ)۔ جب دیگر انبیاء اپنی قوموں سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کر رہے، کسی مالی یا ادبی منفعت کی خواہش نہیں کر رہے، تو فخر الانبیاء سید الرسل کے متعلق یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی منفعت کی خواہش کی ہو اگر حضور اپنی ان دلسوزیوں، ان اشکباریوں کے معاوضہ کا تصور بھی کرتے تو شانِ رفیع سے بہت فرو تر ہوتا، دشمنوں کو انگشت زنی کا موقع مل جاتا، یہودی اور عیسائی ہمیں طعنہ دے سکتے کہ ہمارے راہنماؤں نے تو یہ اعلان کیا کہ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ اور تمہارے رسول نے مودتِ قرنیٰ کا مطالبہ کر کے اپنی محنت و مشقت کا معاوضہ طلب کیا۔ العیاذ باللہ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت ہم اہل سنت کا ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں اس منافق کے ایمان کی شمع بجھ چکی ہے، لیکن یاد رکھیے کہ اہل سنت کے نزدیک محبت صحابہ اور محبت اہل بیت میں کوئی تفریق نہیں، اور جس کے دل میں صحابہ کرام کی محبت نہیں اس منافق کے ایمان کی شمع بھی بالکل اسی طرح بجھ چکی ہے۔ اہل بیت کے حق میں أَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي اور صحابہ کرام کے حق میں مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ دونوں حدیثیں ترمذی میں موجود ہیں۔ لیکن جہاں تک اس آیت الْمَوَدَّةُ

فِي الْقُرْبَىٰ کی تفسیر کا تعلق ہے تو اس کی بے غبار اور صحیح ترین تفسیر یہی ہے کہ اس میں اللہ کریم کا قرب حاصل کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

الشوریٰ ۲۳ کی اس تفسیر پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا نہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دیگر آیات میں تبلیغ رسالت پر اجر طلب کرنے کی نفی ہے اور اس آیت میں اثبات ہے کیونکہ اللہ کے قرب کو امت سے طلب کرنا وہ اجر نہیں ہے جس کے طلب کی نفی کی گئی ہے اور نہ اس پر اقرباء پروری کا اعتراض ہوتا ہے اور اس آیت کی یہ سب سے عمدہ تفسیر ہے (تبیان القرآن جلد ۱۰ صفحہ ۵۸۷)۔

اہل علم کے لیے ہم یہاں حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ

نقل کیے دیتے ہیں تاکہ یہ مخصوص پہلو بھی تشنہ تکمیل نہ رہے:

عن سعید بن جبیر عن بن عباس قال لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک الذین وجبت علینا مودتهم الحدیث وإسناده ضعیف وهو ساقط لمخالفتہ هذا الحدیث الصحیح والمعنی إلا أن تودونی لقرابتی فتحفظونی والخطاب لقریش خاصة والقربی قرابة العصبوة والرحم فکأنه قال احفظونی للقرابة إن لم تتبعونی للنبوة ثم ذکر ما تقدم عن عکرمه فی سبب نزول وقد جزم بهذا التفسیر جماعة من المفسرین واستندوا إلی ما ذکرته عن بن عباس من الطبرانی وابن أبی حاتم وإسناده واه فیہ ضعیف ورافضی و ذکر الزمخشری هنا أحادیث ظاہر وضعها (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۶۶۱)۔

(10)۔ آل سے مراد کیا ہے؟

اپنی امت پر کریم آقا ﷺ کی حدیث ملاحظہ ہو: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ كُلُّ تَقِيٍّ وَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ (الانفال: ۳۳) یعنی ہر پرہیزگار آل محمد ہے۔ آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اللہ کے بندے صرف وہی ہیں جو متقی پرہیزگار ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث: ۱۰۳۳۳۲، المعجم الصغیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، مجمع الزوائد: ۱۷۹۴۶، الشفاء جلد ۲ صفحہ ۶۶)۔

سیدنا امام جعفر صادق قدس سرہ اپنے والد ماجد سیدنا امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ: كَانَ آلُ أَبِي بَكْرٍ ﷺ يُدْعَوْنَ عَلَيَّ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یعنی حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کی آل کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا تھا۔ یہ حدیث تین مختلف سندوں کے ساتھ منقول ہے (فضائل الصحابة للدارقطني: ۷۰، ۶۹، ۶۸)۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ مُحَمَّدٍ ﷺ کی آل ہر پرہیزگار ہے (مطلع القمرین صفحہ ۱۸، ۱۹)۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: صاف ظاہر ہے کہ آل محمد سے مراد سب مومن ہیں (فتاویٰ مہر یہ صفحہ ۱۸)۔

اے دوست! تقویٰ اختیار کر، تیرے میرے آقا ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِى الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا یعنی لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب وہی لوگ ہیں جو متقی ہیں، کوئی بھی ہوں کہیں بھی ہوں (مسند احمد حدیث: ۲۲۱۱۳)۔

(11)۔ بارہ خلفاء کے بارے میں مکمل صورت حال

(۱)۔ لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَا ضِيَاءَ مَا وَلِيَهُمْ إِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ یعنی لوگوں کے حکومتی معاملات چلتے رہیں گے جب تک ان پر بارہ خلفاء ہوں گے، وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے (بخاری حدیث: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، مسلم حدیث: ۴۷۰۶)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء سب کے سب حکمران بادشاہ اور والی ملک ہوں گے۔

(۲)۔ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ یعنی یہ امر بارہ خلفاء تک غالب رہے گا، وہ سب قریش میں سے ہوں گے (مسلم حدیث: ۴۷۰۸، ۴۷۰۹، ۴۷۱۰، ابوداؤد حدیث: ۴۲۸۰)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء کے زمانے میں دین اسلام غالب رہے گا۔

(۳)۔ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقُضِي حَتَّى يَمُضِيَ فِيهِمْ إِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ یعنی یہ امر اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک ان میں بارہ خلفاء پورے نہ ہوں جائیں وہ سب قریش میں سے ہوں گے (مسلم حدیث: ۴۷۰۵)۔

آپ نے دیکھا کہ بارہ اماموں کیلئے قریش کا لفظ بار بار آ رہا ہے۔ اگر بارہ اماموں کو صرف بنی ہاشم میں ہی تلاش کیا جائے تو قریش کا لفظ بے فائدہ ہو کر رہ جائے گا۔

(۴)۔ لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ يَكُونَ عَلَيْهِمْ إِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ یعنی دین اس وقت تک قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی یا ان پر بارہ خلفاء ہوں گے، وہ سب قریش میں سے ہوں گے (مسلم حدیث: ۴۷۱۱)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کے دور میں دین قائم اور مضبوط رہے گا۔

(۵)۔ لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا حَتَّىٰ يَكُونَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ الْأُمَّةُ عَلَيْهِ لِيَعْنِي دِينَ قَائِمٌ دَائِمٌ رَهْبَةً حَتَّىٰ تَمُوتَ بَارِعَةً خَلِيفَةٌ هُمْ، ان سب پر امت کا اجماع ہوگا (ابوداؤد حدیث: ۴۲۷۹)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء میں سے ہر ایک کی خلافت پر اجماع ہوگا اور اہل حل و عقد انہیں صحیح خلیفہ تسلیم کریں گے۔

(۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ كَمْ يَمْلِكُ هَذِهِ الْأُمَّةُ مِنْ خَلِيفَةٍ؟ فَقَالَ سَأَلْنَا عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اثْنَا عَشَرَ كَعِدَّةِ نُبِيَّائِ بْنِ إِسْرَائِيلَ لِيَعْنِي حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعَىٰ بُوْحَاغَا كَمَا كَمَا اس امت میں کتنے خلفاء حکمرانی کریں گے؟ فرمایا: ہم نے اسکے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی تعداد بارہ ہوگی بنی اسرائیل کے نبیاء کی تعداد کی طرح (احمد حدیث: ۳۷۸۰، البرار جلد ۵ صفحہ ۱۹)۔ فیہ مجالد بن سعید و هو ضعيف بقية رجاله ثقات۔

اس حدیث شریف میں ملک یعنی حکومت کا لفظ موجود ہے۔ یعنی بارہ امام حکمران بھی ہوں گے۔

(۷)۔ إِنَّهُ لَا تَهْلِكُ هَذِهِ الْأُمَّةُ حَتَّىٰ يَكُونَ مِنْهَا اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ يَعْمَلُ بِالْهُدَىٰ وَ دِينَ الْحَقِّ مِنْهُمْ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ لِيَعْنِي يَرَامَتِ اس وقت تک ہلاک نہیں ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ آجائیں، وہ سب ہدایت اور دین حق کے مطابق حکومت کریں گے، ان میں دو آدمی اہل بیت محمد ﷺ میں سے ہوں گے (رواہ مسدونی مسندہ الکبیر عن ابی الجلد کمانی تاریخ الخلفاء للسيوطی صفحہ ۱۶)۔

مذکورہ بالا حدیث میں ہے کہ بارہ میں سے صرف دو خلیفے اہل بیت اطہار علیہم الرضوان میں سے ہوں گے نہ کہ سب۔

(۸) - سَيَكُونُ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً ، أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَا يَلْبَثُ بَعْدِي اِلَّا قَلِيلاً الْحَدِيثُ یعنی جلد ہی بارہ خلفاء ہوں گے، ان میں سے ابو بکر میرے بعد تھوڑا ہی زندہ رہے گا، اور گھومتی چکی والا تعریف کے ساتھ زندہ رہے گا اور شہادت کی موت پائے گا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ فرمایا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) پھر آپ عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگ تم سے مطالبہ کریں گے کہ اس قمیض کو اتار دو جو تمہیں اللہ عزوجل نے پہنائی ہے، اللہ کی قسم اگر تم نے اسے اتار دیا تو پھر تم جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے جب تک اونٹ سوئی کے سوراخ میں سے نہیں گزرتا (السنۃ لابن ابی عاصم حدیث: ۱۱۸۶، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث: ۱۲، المعجم الاوسط حدیث: ۸۷۳۹، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۳۲)۔ فیہ مطلب بن شعیب قال ابن عدی لم ار له حدیثا غیر هذا ، و بقیة رجاله وثقوا۔ اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی کی تصریح موجود ہے۔

ان تمام احادیث پر فرداً فرداً غور کیجیے۔ جو شخص ان میں سے کسی ایک حدیث کو پکڑ کر باقی کو چھوڑ دے گا وہ گمراہی پھیلانے کا۔ صرف پہلی حدیث میں سے بارہ خلفاء کا لفظ پکڑ لینے والے اگر اگلے الفاظ کُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ ہی پڑھ لیتے تو روشنی ہو جاتی۔ ان تمام احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے علماء نے فیصلہ دیا ہے کہ ان خلفاء میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضیٰ، سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امیر معاویہ، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ باقی تین کا تعین نہیں ہو سکا (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۱۷، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۲۵)۔ تقریباً یہی بات فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۳۶ پر بھی موجود ہے۔

خصوصاً چاروں خلفائے راشدین کو بارہ اماموں میں سرفہرست شامل کیا گیا ہے



Islam The World Religion

